خالد نذیر

انسانی اعضاء کی پیوند کاری

طبی علوم بالخصوص سرجری کے میدان میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے۔ انسانی اعضاء کی تبدیلی ایک عام سی چیز تصور کی جانے لگی ہے لیکن کوئی بھی چیز اللہ بزرگ و برتر کے بنائے ہوئے دستور و قواعد سے ہٹ کر کی جائے تو اسکا لازمی نتیجہ گوناگوں مشکلات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ مغربی ممالک جو اس جدید علمی ترقی کا منبع ہیں' وہاں کم از کم یہ شعور موجود ہے کہ اگر کسی چیز کے نتائج غلط نکلیں تو اس بارے میں جلد از جلد حدود و قیود طے کر کے واپسی کا راستہ اختیار کر لیا جاتا ہے۔

الحمد للہ ہم مسلمانوں کو یہ صورت پیش نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کتاب ہدایت کے ذریعے ایسے اصول و قوانین عطا فرمائے ہیں کہ یہ دستور حیات ابد تک رہنمائی کرنے کے لئے کافی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس دستور حیات کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور معاملات میں اس کے بنائے ہوئے رہنماء اصولوں پر عمل کریں۔ انسانی اعضاء کی پیوند کاری ایک اہم معاملہ ہے اس سے متعلق باقاعدہ قواعد و ضوابط وضع کرنا نہایت ضروری ہے۔ جس کیلئے لازم ہے کہ اس بارے میں شریعت اسلامیہ کی طرف رجوع کیا جائے اور احکامات الٰہی کی روشنی میں ضوابط معلوم کئے جائیں۔

انسانی اعضاء کی پیوند کاری کی دو صورتیں ہیں۔

اول : کسی زندہ شخص کا کسی عضو کا عطیہ کرنا یعنی کسی زندہ شخص کی طرف سے اپنے کسی عضو کا عطیہ دینا۔

دوم : کسی شخص کا یہ وصیت کرنا کہ اسکے مرنے کے بعد وہ عضو اسکے جسم سے نکال کر کسی دوسرے ضرورت مند شخص کو لگا دیا جائے۔

صورت اول میں ایک زندہ شخص اپنی زندگی میں اپنا کوئی عضو کسی دوسرے شخص کو منتقل کرتا ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ شریعت اسلامیہ کی روشنی میں انسان کی ذات اور حیثیت معلوم کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

ولقد کرمنا بنی آدم

اور بیشک ہم نے اولاد آدم کو عزت بخشی -1

ولا تلقوا بائیدیکم الی التہلکہ

اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو -2

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ومن قتل نفسہ بحدیدتہ عذب بہا فی نار جہنم۔

یعنی جس نے اپنے آپ کو کسی تیز دھار آلے سے قتل کیا اسے جہنم کی آگ میں اسی (تیز دھار آلے) سے عذاب دیا جائیگا -3

ایک دوسری جگہ فرمایا۔

کان برجل جراح فقتل نفسہ فقال اللہ تعالٰی بدرنی عبدی بنفسہ حرمت علیہ الجنۃ۔

ترجمہ: کوئی آدمی زخمی تھا (اس نے اپنے زخموں سے تنگ آ کر) اپنے آپکو قتل کر ڈالا تو اللہ تعالٰی نے فرمایا میرے بندے نے اپنے لئے مجھ سے جلدی کی اس پر جنت حرام ہو گئی ہے -4

ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کسی شخص کا اپنے نفس کے خلاف جرم ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی دوسرے شخص کے خلاف - دونوں کا گناہ برابر ہے کیونکہ وہ خود اپنے آپ کا مالک نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالٰی کی ملکیت ہے لہٰذا اس میں اس کیلئے تصرف جائز نہیں ہے -5

اسی مضمون کی اور حدیث ہے:۔

عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی یخنق نفسہ یخنقہا فی النار والذی یطعنہا یطعنہا فی النار۔

ترجمہ: جو اپنا گلا گھونٹ کر اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے اور جو نیزے سے اپنے آپ کو مارتا ہے آگ میں بھی اپنا گلا گھونٹتا اور نیزے سے اپنے آپ کو مارتا رہے گا -6

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا۔

قال اللہ تعالٰی ثلثۃ انا خصمہم یوم القیٰمۃ رجل اعطی بی ثم غدر و رجل باع حرا فاکل ثمنہ و رجل استاجر اجیرا فاستوفی سنہ ولم یعط اجرتہ۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا تین آدمیوں کا قیامت کے دن میں خود مد مقابل ہوں گا ایک آدمی نے میرے نام پر وعدہ کیا مگر اس سے منحرف ہو گیا اور (دوسرا) آدمی جس نے کسی آزاد شخص کو (غلام بنا کر) بیچا اور اسکی قیمت کھائی اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی کو اجرت پر رکھا، کام لیا مگر اجرت ادا نہ کی -7

فقہاء کرام متفقہ طور پر انسانی اعضاء کی بیع و شراء اور استعمال کو حرام قرار دیتے ہیں۔

امام کاسانی فرماتے ہیں۔
اضطراری کیفیت میں بھی کسی مسلمان کا قتل کرنا یا اس کا کوئی عضو قطع کرنا جائز نہیں -8
شرح جامع الصغیر میں ہے۔
الانسان مکرم فلا یجوز ان یکون منہ شئی مبتذل۔
انسان مکرم ہے لہٰذا یہ جائز نہیں کہ اسکی کسی چیز پر تصرف کیا جائے -9

بیع و شراء :-

انسان اور انسانی اجزاء کی بیع قطعی حرام ہے۔ بدائع میں ہے۔
البیع مبادلۃ المال بالمال فلا ینعقد بیع الحر لا نہ لیس بمال۔
شرائط بیع میں سے ہے کہ مبیع مال ہو کیونکہ مبیع کا مطلب مال کے ساتھ مال کا تبادلہ ہے لہٰذا آدمی کی بیع جائز نہیں کیونکہ وہ مال نہیں۔ 10
امام شیبانی فرماتے ہیں۔
لا یجور بیع لبن امراتہ فی قدح ولا یجوز بیع شعر الانسان والا نتقاع بہ۔
عورت کے دودھ کی پیالے میں بیع جائز نہیں اور نہ ہی انسانی بالوں کی بیع اور ان سے استفادہ جائز ہے۔ 11
انسانی اعضاء کی بیع و شراء فقہاء کے نزدیک متفقہ طور پر حرام ہے اس پر فقہاء کا اجماع ہے۔ 12

عطیہ ہبہ :-

انسان اور انسانی اعضاء کی جس طرح خرید و فروخت حرام ہے اسی طرح ہبہ بھی ناجائز ہے۔ بدائع میں ہے۔
منھا ان یکون مالا متقوما فلا تجوز ہبتہ ما لیس بمال اصلا کالحر والمیتۃ والدم و صید الحرم والا حرام والخنزیر و غیر ذالک۔
ہبہ کی شرائط میں سے ہے کہ جو چیز ہبہ کی جا رہی ہے وہ مال متقوم ہو لہٰذا ایسی چیز کا ہبہ جائز نہیں جو اُصلاً مال کی تعریف سے خارج ہو جیسے آدمی، مردار، خون، حرم اور احرام کا شکار اور خنزیر وغیرہ۔ 13

حالت اضطرار میں انسانی اعضاء سے انتفاع :-

انسانی اعضاء اور گوشت کا استعمال حالت اضطرار مین بھی جائز نہیں۔
وحرم مالک اکل لحم الانسان فی حالۃ الضرورۃ ولو کان مھررا۔

امام مالک رحمتہ اللہ کے نزدیک حالات ضرورت میں بھی انسان کا گوشت کھانا حرام ہے۔ اگرچہ وہ آدمی (کسی جرم کی بناء پر) واجب القتل ہی کیوں نہ ہو۔ 14

المبسوط میں ہے۔

المضطر کمالا یباح له قتل الانسان لیاکل من لحمه لا یباح له قطع عضو من اعضاءہ

مضطر شخص کیلئے نہ یہ جائز ہے کہ وہ اپنی بھوک مٹانے کیلئے کسی دوسرے شخص کو قتل کرے تاکہ اسکا گوشت کھالے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ اپنے ہی اعضاء میں سے کوئی عضو کاٹ کر کھالے۔ 15

امام سرخسی مزید فرماتے ہیں۔

حرمة الاعضاء کحرمة النفس یعنی اعضاء کی حرمت' حرمت نفس ہی کی طرح ہے۔ 16

بزازیہ حاشیہ ھندیہ میں ہے۔

مضطر لم یجد میته وخاف الھلاک فقال له رجل اقطع یدی وکلھا: او قال اقطع فی قطعته وکلھا لا یسعه ان یفعل ذالک لا یصح امره به کما لا یسع للمضطر ان یقطع قطعته من لحم نفسه فیاکل۔

ایک شخص جو حالت اضطرار میں ہے اس کے پاس کھانے کیلئے کچھ نہیں حتیٰ کہ مردار بھی نہیں ایسی حالت میں اسے ایک شخص کہتا ہے کہ میرا ہاتھ کاٹ لو اور کھا کر (اپنی جان بچا لو) یا کہے میرے جسم سے کچھ گوشت کا ٹکڑا کاٹ لو اور کھا کر (اپنی جان بچا لو) تو اسکا یہ فعل جائز نہیں اسی طرح جو شخص حالت اضطرار میں ہے اس کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اپنے جسم میں سے اپنے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر کھالے۔ 17

تتداوی اور علاج:-

اجزاء آدمی کا استعمال بطور علاج اور تتداوی بھی جائز نہیں۔

امام محمد فرماتے ہیں۔

لاباس بالتتداوی بالعظم اذان کان عظم شاة او بقرة او بعیر او فرس اور غیره من الدواب الا الخنزیر والادمی۔

ہڈی کے بطور علاج استعمال میں کوئی حرج نہیں جبکہ یہ ہڈی کسی جانور کی ہو جیسے بکری گائے گدھا' گھوڑا وغیرہ مگر خنزیر اور آدمی کی ہڈی سے علاج جائز نہیں۔ (18)

مذکورہ بالا آیات کریمہ' احادیث شریفہ اور آئمہ فقہ کی آراء سے درج ذیل باتیں بالقطع ثابت ہوتی

ہیں۔

1- انسان اپنی ذات میں مکرم' اشرف اور محترم ہے۔

2- یہ کہ انسان اپنی جان کو ختم نہیں کر سکتا۔ کل کا تلف کرنا جائز نہیں لہٰذا جزء کا تلف کرنا بھی ناجائز ہے اسی لئے خود کشی بالاجماع حرام ہے۔

3- انسانی شرف و کرامت کی وجہ سے اسکے اعضاء سے بشمول بال اور ہڈیوں سے کسی بھی صورت میں استفادہ و انتفاع حرام ہے۔

4- انسانی جسم مال کی تعریف سے خارج ہے لہٰذا اسکی بیع و شراء ناجائز ہے۔

5- جس طرح انسان اور اسکے اعضاء کی بیع شراء حرام ہے اسی طرح انسانی اعضاء کا تحفہ یا ہبہ کرنا بھی ناجائز ہے کیونکہ جس چیز کو ہبہ کیا جائے اسکا مال متقوم کی تعریف سے خارج ہے۔

6- انسانی اعضاء کا استعمال بطور علاج بھی جائز نہیں کیونکہ یہ بات انسانی شرف و تکریم کے خلاف ہے کہ اسے بطور دوا و علاج استعمال کیا جائے۔

7- اضطرار کی حالت میں بھی کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کا عضو کاٹ کر اپنی جان بچائے۔

انسانی اعضاء کی پیوند کاری ایک اہم مسئلہ ہے لہٰذا اسکے شرعی پہلو پر دور حاضر کی مقتدر مجالس علماء نے مختلف اوقات میں غور و فکر کیا ہے۔ اس بارے میں ان کی اراء قرار دادیں' فیصلے برائے ملاحظہ پیش ہیں۔

مجلس علماء کراچی

1967ء میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی زیر نگرانی علماء کی اہم مجلس قائم ہوئی جس میں کراچی کی تین ممتاز دینی درسگاہوں' دارالعلوم کراچی' مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن اور اشرف المدارس ناظم آباد کراچی کے ماہر اہل فتوٰی شریک ہوئے۔ اس مجلس نے مریض کو خون دینے اور تبادلہ اعضاء انسانی "کے مسائل پر غور کیلئے اندرون ملک و بیرون ملک اہل فتوٰی کے پاس سوال نامہ بھیج کر ان کی تحقیقات جمع کیں اور باہم بحث و تمحیص کے بعد درج ذیل رائے دی:

"اسلام نے ایک انسان کے اعضاء کو دوسرے انسان کیلئے استعمال کرنا اسکی رضامندی اور اجازت کے ساتھ بھی جائز نہیں رکھا اور نہ کسی انسان کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنا کوئی جزو دوسرے کو معاوضہ پر یا بلا معاوضہ دے دے۔

انسان کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا خاص مظہر بنایا ہے اور اسکے بدن میں بولنے، دیکھنے، سننے، سمجھنے وغیرہ کے لئے ایسی نازک خود کار مشینیں لگا دی ہیں کہ سائنس جدید و قدیم مل کر بھی اسکا کوئی حصہ نہیں بنا سکیں۔

انسان کا وجود درحقیقت ایک چلتی پھرتی فیکٹری ہے جس میں سینکڑوں نازک مشینیں کام کر رہی ہیں۔ یہ سب مشینیں ان کے پیدا کرنے والے نے انسان کو ودیعت و امانت کے طور پر دی ہیں۔ اسکو ان چیزوں کا مالک نہیں بنایا۔ البتہ امانت کے طور پر دینے والے کریم مولا نے اسے مشینوں کے استعمال کی ایسی آزادانہ طاقت و اجازت دے دی ہے کہ اس سے اسے یہ دھوکہ لگ جاتا ہے کہ میں اپنی جان اور اپنے اعضاء کا خود مالک ہوں مگر حقیقت حال یہ نہیں۔ اسی وجہ سے انسان کیلئے جس طرح خودکشی کرنا حرام ہے اسی طرح اپنا کوئی عضو کسی دوسرے کو رضاکارانہ طور پر یا معاوضہ لیکر دے دینا بھی حرام ہے۔ فقہا رحم اللہ نے قرآن و سنت کی واضح نصوص کی بناء پر فرمایا ہے کہ جو شخص بھوک پیاس سے مر رہا ہے اس کے لئے مردار جانور اور ناجائز چیزوں کے کھانے پینے کی بقدر ضرورت اجازت ہو جاتی ہے مگر یہ بات اس وقت بھی جائز نہیں کہ کسی دوسرے زندہ انسان کا گوشت کھالے اور نہ کسی انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنا گوشت یا کوئی عضو دوسرے انسان کو بخش دے کیونکہ خرید و فروخت یا بخشش و ہدیہ اپنی ملک میں ہو سکتا ہے روح انسانی اور اعضاء انسانی اس کی ملک نہیں جو وہ کسی کو دے سکے۔ (19)

اسلامی نظریاتی کونسل - پاکستان

اسلامی نظریاتی کونسل نے 1984ء میں حکومت کے استفسار پر انسانی اعضاء کی تبدیلی و پیوند کاری کے مسئلہ پر درج ذیل رائے کا اظہار کیا:

1- نظام قدرت میں یہ دخل اندازی کے مترادف ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام اعضاء اور صلاحیتوں کے ساتھ ایک اکائی کے طور پر پیدا کیا ہے۔ اس اکائی میں سے کوئی جزء الگ کر لیا جائے تو یہ اکائی مکمل حالت میں باقی نہیں رہتی۔ بلکہ ناقص رہ جاتی ہے۔

2- شریعت کی رو سے انسانی جسم کسی کی ملکیت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ودیعت ہے اور انسان کو اس ودیعت میں قطع و برید کا حق حاصل نہیں اور اس بناء پر فقہاء اسلام میں کوئی فرقہ بھی ان عطیہ کو جائز نہیں سمجھتا۔

3- زندہ انسانی جسم میں کسی عضو کے قطع کر دینے سے اس جسم کی بحثیت اکائی صلاحیت کار دائماً متاثر ہو رہی ہے۔

4- اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے دو دو اعضاء میں سے ایک کا عطیہ دے دینے سے مستقبل میں دوسرے

عضو کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

5- موجودہ مادی دور میں انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کا مذموم کاروبار شروع ہو جائیگا جس سے اشرف المخلوقات کا جسم بھی بھیڑ بکریوں کی طرح بکاؤ مال بن کر رہ جائیگا۔ جیسا کہ انسانی خون کا کھلے بندوں کاروبار ہو رہا ہے۔ اسی طرح پاکستان میں متمول حضرات کی طرف سے یہ اشتہارات آ رہے ہیں کہ جو اپنا گردہ دے گا اس کو ایک لاکھ روپیہ معاوضہ دیا جائیگا لہٰذا سد ذریعہ کے طور پر بھی زندہ انسان کے جسم اور اعضاء کو کاروباری تعامل کا موضوع بننے سے روکنا ضروری ہے۔"

جہاں تک (ب) میں مذکورہ صورت کا تعلق ہے کسی میت کی وصیت کے مطابق اس کی موت واقع ہو جانے کے بعد اسکا عضو قطع کیا جا سکتا ہے۔

اس وصیت کی حیثیت اصطلاحی وصیت کی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد موصی (وصیت کرنے والا) شخص کی یہ خواہش ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اسکے اعضاء اسکے کام نہیں آئیں گے اور ان سے کسی دوسرے ضرورت مند مضطر شخص کو فائدہ ہونے کی توقع ہے۔ اگر اسکی اس خواہش کی تکمیل سے دوسرے شخص کو فائدہ حاصل ہو سکے تو اسکی یہ خواہش اسکے مرنے کے بعد پوری کی جا سکتی ہے۔ 20

3- اسلامی فقہ اکیڈمی - جدہ

اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے فروری 1988ء میں اس بارے میں غور و خوض کے بعد درج ذیل قرار داد منظور کی:

"ایک انسان کے جسم سے دوسرے انسان کے جسم میں ایسے عضو کی منتقلی جائز ہے جو خود بخود دوبارہ وجود میں آتا رہتا ہے مثلاً خون، کھال وغیرہ -21" دوسرے لفظوں میں جو اعضاء خود بخود دوبارہ وجود میں نہیں آتے انکی منتقلی حرام ہے"۔

عملی طور پر منتقلی اعضاء کے انتہائی خطرناک نتائج سامنے آئے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ اس چیز نے ایک کاروبار کی صورت اختیار کر لی ہے بلکہ بعض حالات میں اس سے ظلم و تعدی کی دردناک صورتیں سامنے آتی ہیں اسکی کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں۔

1- روزنامہ پاکستان

روزنامہ پاکستان، لاہور کی 27 دسمبر 1991ء کی اشاعت میں موت کی تجارت کے عنوان سے تبدیلی اعضاء کے بارے میں رپورٹ شائع ہوئی جس میں اس معاملہ کے مختلف پہلوؤں پر بالتفصیل روشنی ڈالی گئی ہے۔ برائے ملاحظہ پیش ہے۔

"جنوبی بھارت میں مدارس کے قریب ملی و لگام گاؤں کی آبادی تین ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور یہاں کا ہر بالغ صرف ایک گردے پر جی رہا ہے- ظاہر ہے دوسرا گردہ وہ کسی حاجت مند کو فروخت کر چکا ہے- یہ انسانی المیہ یعنی انسانی اعضاء کی تجارت ان دنوں بھارت میں خوب عروج پر ہے- غربت و افلاس اور بے روزگاری کے مارے لوگ' اپنے دکھوں کا علاج منبع حیات یعنی دل کے بعد انسانی جسم کے دوسرے اہم ترین' عضو کی فروخت سے کر رہے ہیں- طبی سائنس کی ترقی نے "منتقلی اعضاء" کو باقاعدہ ایک کاروبار کی شکل دینے میں بڑی مدد کی ہے- مثلاً اگر منتقلی اعضاء ممکن نہ ہوتی تو ظاہر ہے کہ بائع و مشتری نہ ہوتے- ستم بالائے ستم کہ اس میدان میں انسانی اعضاء کے کمیشن ایجنٹ اور آڑھتی بھی پیدا ہو گئے ہیں- بھارتی شہریوں کے گردوں کے سب سے بڑے بلکہ واحد خریدار عرب ہیں- لندن سے شائع ہونے والے عربی کے کثیر الاشاعت ہفت روزے "المجلہ" نے اس ضمن میں ایک خصوصی رپورٹ شائع کی ہے جس میں اس نے یہ خوفناک انکشاف کیا ہے کہ بھارت سے گردے خریدنے والے عرب "موت کی تجارت " میں ملوث ہیں- اور "ایڈز" خرید رہے ہیں-

رپورٹ کی تلخیص-

"ایک تامل ماں نے اپنی بہن کی شادی کیلئے تین ہزار 700 ڈالر (تقریباً" 90 ہزار روپے) میں اپنا ایک گردہ فروخت کر دیا- اس میں سے اس نے دس فیصد "آڑھتی" کو ادا کئے- اس کے خاوند کی کل ماہانہ آمدنی چھ سو روپے ہے- اتنی قلیل آمدنی میں اسکے گھر کے چار افراد گزر بسر کر رہے ہیں- اور المیہ یہ ہے کہ زندگی کی ضرورتوں اور حالات سے مجبور ہو کر گردہ بیچنے والی اس خاتون کو صرف 35 یا 36 ہزار ملے- باقی درمیانی "واسطوں" کی نذر ہو گئے- تاہم بھارت میں گردوں کی خرید و فروخت کا یہ کاروبار عالمی حلقوں سے پوشیدہ نہیں ہے اور بین الاقوامی سطح پر یہ آوازیں اٹھنا شروع ہو گئی ہیں کہ اس غیر انسانی تجارت کو بند کیا جائے- بھارت کے سستا ذہن نے گردوں کی خرید و فروخت سے فائدہ اٹھانے کا بھی ایک طریقہ دریافت کر لیا ہے- انہوں نے بمبئی اور مدارس میں منتقلی گردہ کے بڑے بڑے ہسپتال کھول دیئے ہیں- "گاھکوں" کو پھنسانے کیلئے (جو ہمیشہ عرب ہوتے) دلالوں سے کام لیا جاتا ہے جو خصوصی طور پر مشرق وسطیٰ کے ملکوں میں بھیجے جاتے ہیں- چونکہ عرب ملکوں میں اعلانیہ یا اشتہار سے انسانی اعضاء بشمول گردہ کی خرید و فروخت ممنوع ہے ان کے دلال عرب ملکوں سے ایسے مریضوں کی تلاش کرتے ہیں جنہیں گردہ بدلوانا مطلوب ہوتا ہے پھر معقول کمیشن کے عوض ان کی اس ضرورت کا ذمہ لے لیا جاتا ہے یعنی سفر' قیام و طعام' آپریشن گردے کا حصول وغیرہ وغیرہ-

"بمبئی اور مدراس کے ان ہسپتالوں کی روشنی عربوں کے دم قدم سے ہے- کاروبار میں سب سے

زیادہ نفع میں ہسپتال (جن کے مالکان ہندو ہوتے ہیں) اور سب سے زیادہ گھاٹے میں گردہ دینے والا ہوتا ہے۔ مریض اور کمیشن ایجنٹ مساوی مستفید ہوتے ہیں لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ گردہ لینے والا ایک نہایت ہی موذی مرض ایڈز کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔ بعض طبی رپورٹوں اور اعداد و شمار سے اس المناک حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ بھارت میں ہونے والے منتقلی گردہ کے بیشتر آپریشن ناکام ہوئے ہیں۔ یہ مریض ہزاروں ڈالر خرچ کرنے کے بعد جب واپس جاتے ہیں تو انکی حالت پہلے سے بھی خراب ہوتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بمبئی یا مدراس جا کر گردہ بدلوایا ہے انکے تفصیلی معائنہ سے یہ ہوشربا انکشاف ہوا ہے کہ نہ صرف یہ کہ گردہ کی پیوند کاری غلط ہوئی ہے بلکہ گردہ "ایڈ زدہ" بھی تھا۔ اطباء کے مطابق عرب دنیا میں "ایڈز" اس راہ سے بھی داخل ہو رہا ہے۔ 22

2- روزنامہ جنگ 21 مارچ 1992ء

ایک رپورٹ کے مطابق "ارجنٹائن کے ایک پاگل خانہ میں مریضوں کے جسمانی اعضاء کاٹ کر بیچ دیئے جاتے ہیں۔ گذشتہ 15 برس کے دوران تقریباً 1321 مریض ہلاک اور 1395 غائب ہو گئے ہیں۔ ایک دن ایک مریض گہرے کنویں میں لٹکا اور گر کر ڈوب گیا جب اسکی نعش نکالی گئی تو معلوم ہوا کہ اسکا گردہ کاٹ کر پہلے ہی بیچا جا چکا ہے۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ ہسپتال کا سارا عملہ ہی اس کاروبار میں ملوث ہے جو زندہ مریضوں کا خون، گردے اور دوسرے اعضاء کاٹ کر فروخت کر رہا ہے۔ 23

3- ٹائم آف امریکہ - 5 ستمبر 1994ء

ایشیاء واچ کے حوالے سے ٹائم آف امریکہ کی 5 ستمبر 1994ء کی ایک رپورٹ کے مطابق چین میں سزائے موت کے مجرموں کے اعضاء نکال لئے جاتے ہیں جو زیادہ تر گردے اور قرنیہ ہوتے ہیں۔ بیشتر معاملات میں مجرم کی موت واقع ہونے سے قبل ہی یہ اعضاء نکال لئے جاتے ہیں۔ 24

ٹائم ہی کی ایک رپورٹ کے مطابق بھارت کے شہر بنگلور میں انسانی اعضاء کے کاروبار نے ایک گھناؤنی شکل اختیار کی ہے۔ یہاں کچھ مزدوروں کو ان سے خون لینے کے بہانے ہسپتال میں داخل کیا گیا اور جب انہیں ہسپتال سے فارغ کیا گیا تو ان پر انکشاف ہوا کہ انکا ایک گردہ بھی موجود نہیں۔ اور اس دوران انہیں ان کے ایک گردہ سے بھی محروم کر دیا گیا۔ جسے بعد میں ڈاکٹروں کی ملی بھگت سے فروخت کر دیا جاتا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق شروع میں انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کا کاروبار بمبئی تک محدود تھا مگر آہستہ آہستہ بھارت کے دیگر علاقوں تک پھیل گیا۔ غربت کے ہاتھوں تنگ لوگ اپنا ایک گردہ بیچ دیتے ہیں۔ ایک بستی جس میں تقریباً تمام باسیوں نے اپنا ایک گردہ بیچ دیا ہے کا نام ہی اس سے موسوم کر

دیا گیا ہے۔ 25

4- سی این این

سی این این کے مطابق بھارت میں ایک ایسی بستی ہے جہاں تمام بالغ باشندے عورت اور مرد صرف ایک گردے پر گزارہ کر رہے ہیں کیونکہ ایک گردہ اپنی عسرت اور تنگدستی کے باعث وہ بیچ چکے ہیں اور ان گردوں کے زیادہ تر خریدار عرب شیوخ ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق اس گھناؤنے کاروبار نے یہاں تک شکل اختیار کی ہے کہ افریقہ کے غریب ممالک سے بچوں کو خرید کر انکے گردے مہنگے داموں بیچ دیئے جاتے ہیں۔ ایسی مثالیں بھی سامنے آئی ہیں کہ بچوں کو اس مقصد کیلئے گود لیا جاتا ہے کہ انکے گردے بیچ دیئے جائیں۔

حاصل کلام

1- انسانی شرف و تکریم کے پیش نظر شریعہ اسلامیہ نے انسانی اعضاء سے کسی بھی طور پر انتفاع و استفادہ ناجائز قرار دیا ہے۔ انسانی عضو کا استعمال تنداوی اور علاج کی خاطر بھی حرام ہے۔ حالت اضطرار میں بھی یہ کسی انسان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنی زندگی کی خاطر دوسرے انسان کا عضو قطع کر کے استعمال کرے۔ انسانی اعضاء کی بیع و شراء جائز نہیں کیونکہ وہ مال کی تعریف سے خارج ہے اسی طرح انسانی اعضاء کا ھبہ یا عطیہ بھی ناجائز ہے کیونکہ ھبہ عطیہ صرف مال منقوم کا جائز ہے۔ البتہ مرنے کے بعد انسانی قرنیہ اگر دوسرے انسان کے کام آسکے اسکی پیوند کاری میں حرج نہیں جیسا کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اس بارے میں وضاحت کی ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ عطیہ خون میں حرج نہیں جبکہ یہ اشد ضرورت کے تحت ہو۔ البتہ اسے کاروبار بنانا قطعی ناجائز ہے۔

2- عملی طور پر اعضاء کی پیوند کاری کے انتہائی خطرناک نتائج سامنے آئے ہیں جس میں بچوں پر ظلم، پاگل مریضوں کے اعضاء کی قطع و برید، سزائے موت پانے والے افراد کے ساتھ غیر انسانی سلوک اور سب سے بڑھ کر یہ کہ غربت کے ہاتھوں تنگ لوگ کچھ پیسوں کے حصول کیلئے اپنی زندگیاں بیچنے پر مجبور ہیں۔

3- طبی نقطہ نگاہ سے گردہ کی تبدیلی علاج کے زمرے میں شمار نہیں ہوتی۔ گردہ دینے والا شخص بسا اوقات اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک ہی خاندان دو قیمتی زندگیوں سے محروم ہو گیا۔

4- اعضاء کی پیوند کاری خطرناک بیماریوں جیسے ایڈز وغیرہ کے پھیلنے کا باعث بن رہی ہے۔

انسانی شرف و تکریم کا تقاضا ہے کہ زندہ انسانوں کے اعضاء کی تبدیلی، کانٹ چھانٹ، اور خرید و فروخت پر مکمل پابندی لگا کر انسان اور انسانی اعضاء کو مال تجارت بننے سے روکا جائے ورنہ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ بعض انسان سستے ہونگے اور بعض مہنگے۔ آہستہ آہستہ سستے انسانوں کی تمام چیزیں مہنگے انسانوں کو منتقل ہو جائیں گی اور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ ایک مہنگے انسان کو زندہ رکھنے کیلئے کئی سستے انسان خرچ کرنے ہونگے۔

اقوام متحدہ کے کمیشن برائے انسانی حقوق نے انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کو غلامی کی نئی شکل سے تعبیر کیا ہے اور اسکے خلاف جدوجہد کو تیز کرنے کا اعلان کیا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ شریعۃ اسلامیہ میں انسانی اعضاء کی کسی بھی غرض سے قطع و برید حرام ہونے کے باوجود تاحال اس بارے میں کسی ضابطہ و قانون سے محروم ہے۔

حواشی و حوالاجات

-1 الاسراء : 17

-2 البقرۃ : 195

-3 بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، المکتبۃ الاسلامیہ، استانبول، کتاب الجنائز جلد دوم، صفحہ 99

-4 ایضاً، صفحہ 100

-5 ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، دار نشر الکتب الاسلامیہ، جلد سوم، صفحہ 226-227

-6 بخاری، کتاب الجنائز، جلد دوم، صفحہ 100

-7 بخاری، الجزء الثالث، صفحہ 41، کتاب البیوع، باب اثم من باع حرا

-8 الکاسانی، علاء الدین ابی بکر، علامہ، بدائع الصنائع، جلد ہفتم، صفحہ 177

-9 عبدالحی لکھنوی، النافع الکبیر شرح الجامع الصغیر، کراچی، صفحہ 270

-10 الکاسانی، علاء الدین ابی بکر، بدائع الصنائع، جلد پنجم، صفحہ 140-

-11 شیبانی، امام، الجامع الصغیر، صفحہ 270-

-12 المرداوی، علاء الدین ابی الحسن، الانصاف، بیروت، 1980 جلد چہارم، صفحہ 270
زیلعی، فخرالدین عثمان بن علی، تبیین الحقائق، ملتان، جلد چہارم، صفحہ 12-18
عبدالرحمن الجزیری، کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ، مصر، جلد دوم، صفحہ 164-

ابن نجم، البحرالرائق، کوئٹہ، جلد، صفحہ 259-

13- بدائع الصنائع ج 6، ص 119-

14- عبدالقادر عودہ، التشریع الجنائی الاسلامی، جلد اول، صفحہ 578

15- السرخسی، علامہ، المبسوط، بیروت، جلد 24، صفحہ 48

16- ایضاً

17- بزازیہ حاشیہ ہندیہ، جلد سوم، صفحہ 404-

18- بحرالرائق ج 8، ص 233-

19- محمد شفیع مفتی، انسانی اعضاء کی پیوند کاری شریعت اسلامیہ کی روشنی میں، کراچی، صفحہ 31

20- اسلامی نظریاتی کونسل رپورٹ برائے سال 1984ء حکومت پاکستان۔ نیز ملاحظہ ہو "رپورٹ استفسارات 1962ء تا 1984ء اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد پاکستان، 30 مئی 1984ء ص 86-

21- قرار دادیں اور سفارشات، اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ (1984-1992ء) جدہ سعودی عرب ص 73-

22- روزنامہ پاکستان، لاہور، 27 دسمبر 1991ء-

23- روزنامہ جنرل، راولپنڈی، 21 مارچ 1992ء-

24- ہفت روزہ ٹائم امریکہ 5 ستمبر 1994ء-

25- ہفت روزہ ٹائم امریکہ 20 فروری 1995ء-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆